خودشناسی ذریعہ ہے خداشناسی کا

رئیس العلماء آیۃ اللہ **سید کاظم نقوی**، سابق ڈین آف تھیالوجی ڈپارٹمنٹ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(آخری قسط)

جانوروں کی پراسرار بصیرت

موجودات عالم کے دامن میں کسی ذات کے ارادہ واختیار اور عقل وشعور کی بہت سی نشانیوں کا پتہ چلتا ہے۔ انہی میں سے ایک جانوروں کا شعور اور ان کی حیرت انگیز بصیرت ہے۔ ایک طرف ان کی اندرونی اور بیرونی ساخت انتہائی منظم ہے۔ دوسری طرف وہ سب ایک پراسرار طاقت کے مالک ہیں۔ اس کے ذریعہ جانور اپنے اس راستے کو خوب جانتے اور پہچانتے ہیں جس پر انہیں چلنا چاہیے۔ یہ پراسرار بصیرت ان کی جسمانی صحت کے مرتب ومنظم ہونے کا نتیجہ نہیں ہے۔ وہ اس سے الگ ایک خصوصی عطیہ ہے جو یقینا کسی ذات نے انہیں دیا ہے۔ بے شک اس پراسرار شعور وبصیرت کی حقیقت نامعلوم ہے۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ انسان اور جانور جب کسی چیز کا عاشق ہوجاتا ہے تو وہ چیز مختلف طرح سے اس پر اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ بہت سی باتوں کے لئے محرک ثابت ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ جانوروں کی یہ حیرت انگیز بصیرت عشق ہی کے مانند ایک زبردست طاقت ہو۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی بالاتر ذات جانوروں کو ان کے کمالات کی طرف کھینچ رہی ہو۔ یہی جذب وکشش ہو جو ان کے شعور وبصیرت کے بھیس میں ہمیں محسوس ہوتا ہے۔

اگرچہ ہم نے جانوروں کے شعور وبصیرت کو دلیل نظم کے ذیل میں ذکر کیا ہے، لیکن بظاہر یہ دلیل نظم کے علاوہ وجود خدا کی ایک الگ مستقل دلیل ہے۔

جانوروں کے عجیب وغریب کاموں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر منصف مزاج اور نکتہ رس شخص کے لئے بس دو ہی راستے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ بغیر کسی جھجک کے کہہ دے کہ جس طرح انسان عقل اور شعور کا مالک ہے، اسی طرح یہ جانور بھی صاحب عقل وشعور ہیں۔ دوسرے یہ کہ بلاپس وپیش اس حقیقت کا اقرار کرے کہ کوئی ایسی ذات ہے جو انہیں ایسے راستوں پر چلاتی ہے جن پر گامزن ہونا ان کی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ مختلف راہوں میں سے صحیح راہ کا انتخاب کرنا ان کے اندرونی اور بیرونی منظم اور مرتب اعضاوجوارح کا نتیجہ نہیں ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر جانور کے کچھ پراسرار اور حیرت انگیز کاموں کا ذکر کردیا جائے جن سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی ذات ہے جو قدم قدم پر انہیں ہدایت کرتی رہتی ہے۔

۱۔ اصول زندگی سے واقفیت

آپ کے گھروں کے کونوں، کھدروں میں جو آپ کی پڑوسی چیونٹیاں ہیں ذرا ان کے رہن سہن کو دیکھئے آپ ان کے بلوں اور سوراخوں میں تہذیب وتمدن کا ایک عجیب وغریب نمونہ دیکھیں گے۔ ان کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی بغیر کسی مربی اور معلم کی راہنمائی کے اپنی ضرورتوں سے بھی واقف ہوتا اور انہیں پورا کرنے کے راستوں کو بھی جانتا ہے۔ اسے پتہ ہے کہ اپنے رہنے کے لئے گھر کن ڈیزائینوں کے بنائے جاتے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ انڈے کیوں کرر کھے جاتے ہیں اور کس طرح ان کی رکھوالی کی جاتی ہے۔ اپنی روزی کا سامان کیوں کر اکٹھا کیا جاتا اور اسے کس طرح شگافتہ کرکے رکھا جاتا ہے۔ وہ کھیتی باڑی کرنے اور چھوٹے چھوٹے پالو جانوروں سے فائدہ حاصل کرنے میں

پوری پوری مہارت رکھتا ہے، یہاں تک کہ چیونٹیاں کبھی اپنی تفریح اور دلچسپی کے لئے اکٹھا ہوکر محفلیں بھی منعقد کرتی ہیں۔ اس چھوٹے سے کیڑے کو غلوں کے خصوصیات کا پتہ ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ کن چیزوں کو ثابت رکھنا چاہئے اور کنہیں درمیان سے چیر کر دو ٹکڑے کر دینا چاہئے۔ وہ گرمی کے موسم میں جاڑے کا کام کرتا ہے۔ چیونٹی کے بلوں کی لمبائی تمام مقامات پر یکساں نہیں ہے۔ آسٹریلیا اور بعض دوسرے ملکوں میں چیونٹیاں لمبے لمبے بل بناتی ہیں۔ ان میں چھوٹے چھوٹے دروازے اور کھڑکیاں بھی نظر آتی ہیں۔ چیونٹی گرمیوں میں اپنے گھر کے دروازے کھول دیتی اور جاڑوں میں بند کر دیتی ہے۔

دیمک بھی بڑا ہوشیار اور سلیقہ مند کیڑا ہے۔ وہ اپنا گھر بنانے میں ایسے عمدہ قسم کے سیمنٹس سے فائدہ اٹھاتا ہے جس کی دنیا کے بڑے بڑے انجینئروں کو خبر نہیں ہے۔ اگر انسان کے ہاتھوں اس طرح کا سیمنٹ آجائے تو پھر وہ ایسے ایسے مضبوط مکانات بنائے گا جنہیں بس ڈائینا مائٹ ہی لگا کر تباہ کیا جا سکے گا۔

۲۔ یہ شہد خور کیڑا

شہد کی مکھی جونہی انڈے سے باہر آتی اور اڑنے کے لئے بال و پر نکالتی ہے اسی وقت سے کوئی پراسرار فہم و شعور اسے شہد کھلانا شروع کر دیتا ہے۔

یہ حقیر اور چھوٹا سا کیڑا اپنے رہنے کے لئے ایسا دیدہ زیب اور خوشنما چھتہ بناتا ہے جو واقعی دنیا کے عجائب وغرائب میں شمار کیا اور صناعی کا شاہکار کہا جا سکتا ہے۔ اس کے تمام خانے چھ پہلو ہیں، ان میں حیرت انگیز یکسانیت ہے، ان کے درمیان ۱/۱۰۰۰ میلی میٹر کا بھی فرق نہیں ہے۔

جب طوفانی ہوائیں اور آندھیاں درختوں کو اکھاڑ اکھاڑ کو پھینک رہی ہوں، جب گرد و غبار نے فضاؤں میں اندھیرا پھیلا دیا ہو، جب تاریکیوں میں ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا ہو تو شہد کی مکھی اپنے چھتے کی طرف جانے کا راستہ گم نہیں کرتی، وہ آسانی سے اپنے گھر پہنچ جاتی ہے۔

وہ اپنے گھر میں مختلف سائز کے کمرے بناتی ہے، اپنی قوم کے مزدوروں کے لئے چھوٹے چھوٹے کمرے، نرمکھیوں کے واسطے جو کمرے تیار کرتی ہے ان کا سائز ان کمروں سے جداگانہ ہوتا ہے جو مادہ مکھیوں کے لئے بناتی ہے۔ ان میں سے جن مکھیوں کے لئے امکان ہے کہ وہ آئندہ ملکہ قرار پائیں گی، وہ عام مکھیوں کے ساتھ نہیں رہتیں، ان کی سکونت کے لئے علیحدہ کمرے بنائے جاتے ہیں۔

وہ پودوں اور پھولوں کے پاس جا کر خاص طریقے سے ان کا رس چوستی۔ اسی سے ہمارے لئے نہایت خوش ذائقہ شہد کی سوغات تیار ہوتی ہے۔ اس عالم میں پھولوں اور پتیوں کی کمی نہیں ہے، لیکن ہر پھول کو وہ منہ لگانا پسند نہیں کرتی، وہ جانتی اور ضرور جانتی ہے کہ کس پھول کا رس اس کے حسب دل خواہ شہد کی صورت میں تبدیل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

شہد کی مکھیوں میں جو ملکہ ہے، وہ خوب پہچانتی ہے کہ وہ انڈے کون سے ہیں جن سے بچے نکلیں گے اور وہ کون سے ہیں جن میں بچے نکلنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ وہ اپنے خدا داد شعور سے کام لے کر پہلی قسم کے انڈوں کو مادہ مکھیوں کے حجروں میں اور دوسری طرح کے انڈوں کو نرمکھیوں کے کمروں میں رکھ دیتی ہے۔ مکھیاں مدتوں ان انڈوں کی نگہداری کرتی ہیں، بچے نکلنے کی منتظر رہتی، ان کے کھانے کے لئے موم چبا چبا کر رکھ دیتی ہیں۔

قرآن مجید نے شہد کی مکھی کے متعلق یوں فرمایا ہے:

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ثُمَّ كُلِي مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۔ [نحل ۶۸-۶۹]

"تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو اشارہ کیا کہ وہ

پہاڑوں اور بلند مقامات پر اپنے لئے گھر بنائے ہر قسم کے پھلوں کا رس چوسے، اپنے پالنے والے کے بتائے ہوئے راستوں پر چلے۔ اس کے شکم سے رنگ برنگ کا شہد نکلتا ہے جو بہت سی بیماریوں کی موثر اور کامیاب دوا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں سوچنے اور سمجھنے والوں کے واسطے وجود خدا کی نشانیاں ہیں۔''

۳۔وہ ماں جس نے اپنا بچہ کبھی نہیں دیکھا:

گرمی کے موسم میں بھڑیں برابر ہماری آنکھوں کے سامنے بھنبھنایا کرتی ہیں۔ عام طور سے لوگ ان کے ان خصوصیات سے ناواقف ہیں جو ان کی ذات میں ودیعت کردیئے گئے ہیں۔حیوان شناس اشخاص کا کہنا ہے کہ جب اس کی زندگی کا آخری دور آجاتا تو وہ ٹڈی کی پیٹھ پر بیٹھ کر اس کے جسم کے کسی حصے پر اس احتیاط سے ڈنک مارتی ہے کہ وہ بیہوش ہوجائے اور مرنے نہ پائے، مقصود یہ ہے کہ وہ ادھر اُدھر بھاگنے نہ پائے۔ڈنک مار کر وہ اسے کسی گڑھے میں ڈال دیتی اور اسی پر اپنے انڈے چن دیتی ہے۔اس کے انڈوں سے جب بچے نکلتے تو وہ بھوکے نہیں رہتے، بلکہ تروتازہ گوشت اپنے پاس رکھا ہوا پاتے اور اسے کھا کر زندگی کو آگے بڑھاتے ہیں۔وہ بھی اس ادھ مری ٹڈی کو ہلاک نہیں کرتے ہیں، جیسے کسی نے ان کے کان میں چپکے سے کہہ دیا ہے کہ اگر تم نے اسے مارڈالا تو تم بھی بھوک سے تلف ہوجاؤ گے۔ ان تمام انتظامات کے بعد بھڑ زمین میں سوراخ کرتی اور خوشی خوشی، مستقبل کی طرف سے مطمئن ہوکر اس میں داخل ہوجاتی اور وہیں مرجاتی ہے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان بچوں نے اپنی ماں کا چہرہ نہیں دیکھا، اس کے غیر معمولی، محبت اور شفقت سے بھرپور عمل کا مشاہدہ نہیں کیا، لیکن بڑے ہونے کے بعد پوری باریک بینی کے ساتھ، بغیر کسی غلطی اور لغزش کے وہ اپنے انڈوں کی نگہداری کے موقع پر اپنی ماں کے عمل کو دہراتے ہیں چونکہ بھڑ کے بچے کبھی اپنی ماں کا چہرہ نہیں دیکھتے اور اس سے ملاقات نہیں کرتے ہیں لہٰذا اس احتمال کی کوئی گنجائش نہیں ہیکہ ان کی ماں انہیں یہ عجیب وغریب کام سکھادیتی ہے۔اس طرح کی حقیقتیں سامنے آنے کے بعد ہر عقلمند آدمی کے دماغ میں یہ سوال ابھرنا چاہئے کہ اس کیڑے نے یہ تعلیمات کس مدرسے میں حاصل کئے؟ چاہے زندگی کو مادے کا کیمیائی(CHEMICAL) اثر مانا جائے اور چاہے اسے مادے سے علیحدہ ایک مستقل حقیقت تسلیم کیا جائے، بہر حال اس جانور کی یہ کارگزاری مخصوص راہنمائی کی محتاج ہے۔ وہ راہنما اس کی زندگی کی حالت اور نوعیت سے واقف ہے۔اس نے زندگی بسر کرنے کے تمام ذرائع اور وسائل اس کے ہاتھ میں دے دیئے ہیں۔اس نے اس کیڑے کو رہنے سہنے کا طریقہ خصوصی طور سے بتادیا ہے۔

آدمی کا بچہ جب اپنی ماں کے شکم سے باہر آتا ہے تو اس میں اپنی حفاظت اور نگہداری کی بالکل صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔ کئی سال تک اس کے ماں باپ اس کی نگہداری اور دیکھ بھال کرتے ہیں۔ایک عرصہ کے بعد وہ ان سے بے نیاز رہ کر اپنے پیروں پر کھڑا ہوتا ہے، لیکن انسان کے علاوہ تمام جاندار پہلے ہی دن سے زندگی بسر کرنے کے طور طریقہ سے باخبر ہوتے، وہ شروع ہی سے اس مقصد کی طرف بڑھتے ہیں جس کے لئے وہ وجود میں آئے ہیں۔اسی طرح ان کے ماں باپ نے یہاں بھی اگرچہ تربیت اور پرورش کرنے کے اصول کسی درس گاہ میں کسی استاد سے حاصل نہیں کئے، لیکن اس کے باوجود وہ اپنی اولاد کے پروان چڑھانے کے تمام طریقوں سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔

یہاں یہ سوال ضرور ہر دماغ میں ابھرتا ہے کہ وہ پراسرار ذات کون ہے جس نے بالکل شروع شروع ان کیڑوں کو یہ راہ ورسم سکھائی ہے۔ممکن ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ یہ معلومات کیڑوں کو وراثت کے راستے سے حاصل ہوئے ہیں، لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے، کیونکہ اکتسابی معلومات کبھی وراثت کے راستے سے اولاد تک نہیں پہنچتے ہیں کبھی ایسا نہیں دیکھا گیا ہے کہ کسی لوہار، سنار اور انجینئر کا لڑکا ان فنون کو حاصل کئے بغیر پیدائشی طور سے لوہار، سنار اور انجینیر بن جائے۔پھر یہ بھی پیش نظر رہے کہ

بات موجودہ کیڑوں کی نہیں ہورہی ہے، بلکہ ان کیڑوں کی ہورہی ہے جنہیں ان کا مورث اعلیٰ کہنا چاہئے۔

یہ وہ مقام ہے کہ انسان حیرت سے اپنے دانتوں میں انگلیاں دبالیتا اوراس ذات کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کے لئے اپنی پیشانی جھکادیتا ہے جس نے ان چھوٹے چھوٹے کیڑوں کو یہ معلومات اپنے مخصوص الہام کے ذریعہ عطافرمائے ہیں۔ انسان ان کی طرف متوجہ ہونے کے بعد اپنے دل میں اقرار کرتا ہے کہ یہ حیرت انگیز الہامات نہ خود بخو وجود میں آسکتے ہیں اور نہ یہ ان جانوروں کی جسمانی ساخت کا نتیجہ ہیں، ان کا سرچشمہ کوئی دوسری ہستی ہے۔

قرآن مجید نے اس راز سے پردہ ہٹاتے ہوئے ارشاد فرمایاہے:

رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی

(سورہ طٰہٰ آیت ۵۰؍)

''ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کی راہنمائی کی ہے۔''

۴۔ جو خود اپنی خانہ پری کر لیتے ہیں:

بعض جانداروں میں یہ صلاحیت ہے کہ ان کے جسم میں اگر کوئی کمی پیدا ہوجائے تو وہ اس کی تکمیل کر لیتے ہیں۔ ان کے جسم کے خلیے گویا ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک کسی حصہ جسم کو اپنی کوئی کمی دور کرنے کی ضرورت ہے وہ برابر جانفشانی سے کام کرتے رہتے ہیں، لیکن ادھر وہ مکمل ہوا فوراً وہ اطمینان سے اپنی جگہ بیٹھ جاتے ہیں۔ مثلاً کیکڑے کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس کا پنجہ کسی وجہ سے کٹ جاتا ہے تو اس سے متعلق خلیے فوراً خانہ پری کرنے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھتے ہیں۔ جونہی پنجہ ٹھیک ہوجاتا ہے، خلیے خاموش ہوجاتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہیں پتہ ہے کہ کب انہیں کام کرنے کے لئے اٹھنا چاہئے اور کب خاموش ہوکر بیٹھ جانا چاہئے۔

بعض ایسے دریائی کیڑے ہیں جو میٹھے پانی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر انہیں دو حصوں میں تقسیم کردیا جائے تو ہر حصہ کچھ دیر میں اپنی کمی کو پورا کرکے ایک مستقل اور مکمل کیڑا بن جاتا ہے۔ خشکی میں سرخ رنگ کا ایک کیڑا پایا جاتا ہے۔ اگر اس کا سر جدا کردیجئے تو وہ خود دوسرا سر تیار کرلیتا ہے۔ آج کل کے ڈاکٹروں کے پاس ایسے ذرائع ہیں جن کی مدد سے امراض جسم کے علاج کے سلسلے میں اس کے خلیوں سے کام لیتے ہیں، لیکن کیا ڈاکٹروں کی یہ آرزو بھی کبھی پوری ہوگی کہ وہ ہمارے جسم کے خلیوں کو اس پر آمادہ کرسکیں کہ وہ خود بخود بغیر کسی بیرونی تحریک کے کٹا ہوا ہاتھ یا پیر تیار کردیں، جہاں گوشت یا ہڈی کی ضرورت ہو وہ اس کو خود بنالیں۔ اگر ناخون یا کسی دوسرے جز کی کمی ہوجائے تو وہ اسے خود پورا کردیں؟ کیا کوئی منصف مزاج صاحب عقل یہ باور کرسکتا ہے کہ کیڑے یہ حیرت انگیز کام بغیر کسی ہستی کے اشارے کے خود بخود انجام دیتے ہیں؟۔

۵۔ وہ اپنا وطن خوب پہچانتے ہیں

پرندوں کے دل محبت سے خالی نہیں ہیں۔ بعض وہ پرندے جو گھروں میں گھونسلا بناتے ہیں، وہ جاڑا آتے ہی ایسے مقامات پر چلے جاتے ہیں جہاں نسبتاً کم سردی پڑتی ہے، لیکن جونہی سردی کم ہوتی ہے، وہ اپنے مرکز کی طرف پلٹ آتے ہیں۔ ان میں سے اکثر پرندے ہزاروں میل خشکی اور تری میں مسافت طے کرتے، مگر اس کے باوجود اپنے گھر اور اپنے راستے کو بھولتے نہیں ہیں۔ اگر کبوتر کو پنجرے میں رکھ کر اس پر غلاف چڑھادیا جائے اور اس کے مرکز سے بہت دور لے جاکے چھوڑ دیا جائے تو وہ آزاد ہوتے ہی ایک قلابازی کھاکر فوراً اپنے آشیانے کا رخ کردے گا۔

آزاد مچھلیوں کے بچے سالہا سال سمندر میں زندگی بسر کرتے، لیکن آخر میں اسی پانی کی طرف پلٹ آتے ہیں جہاں وہ پیدا ہوئے تھے۔ یورپ کی مار ماہی اپنے وطن پہنچنے کے لئے ہزاروں میل راستہ طے کرتی ہے۔ اگر وہ راستے میں کہیں بچے دے دیتی اور خود مرجاتی، تو اس کے بچے نہ جانے کس کی تحریک

(بقیہ صفحہ ۲۸؍ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

بولتا چالتا بنا دیا۔ تو اس طرح سے قرآن اگر سمجھنا ہے تو سیرتِ رسولؐ کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور ہر مسلمان کے لئے یہ لازم ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔

اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں دوست رکھے تو میرے نبی کی پیروی کرو۔

يُحْبِبْكُمُ اللّٰه ۔ اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔ اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا۔

لہٰذا مسلمانوں کو ضرورت ہے کہ سیرت نبوی کو پہچانیں۔ سنت نبوی کو جانچیں۔ اتباعِ رسالت کی کوشش کریں۔ دنیا میں محبوبیت اسی طرح ملے گی۔ آخرت میں بلندی اسی طرح ملے گی۔ اگر رسولؐ کی سیرت پر عمل کرلیا تو دنیا میں بھی مسلمان سربلند رہیں گے اور آخرت میں بھی سربلند رہیں گے۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ آخرت کی سربلندی کیا ہے اللہ کا محبوب ہوجانا۔ اس کے لئے ارشاد ہوا۔ اگر اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ يُحْبِبْكُمُ اللّٰه ''اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔'' دنیا میں سربلندی کے لئے قرآن کہہ رہا ہے۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤمِنِيْنَ ۔ دولتیں جمع کرکے سربلند نہیں ہوگے۔ اقتدار کی چھین جھپٹ میں لگ کر سربلند نہیں ہوں گے۔ کرسی کے لئے دوڑ کر سربلند نہیں ہوگے۔ آج ایم۔ ایل۔ اے۔ بن گئے۔ کل ہار سکتے ہو۔ آج ایم۔ پی۔ کی کرسی مل گئی کل دردر کی ٹھوکریں کھا کر بھی ممکن ہے نہ ملے، اگر ایسی سربلندی چاہتے ہو کہ کبھی سر جھکے ہی نہیں تو قرآن کے احکام اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مؤمِنِيْنَ ۔ تم سربلند رہوگے اگر مومن بن جاؤ۔ تو ایمان کے ذریعہ جو سربلندی ملے گی وہ ایسی عزت ہوگی جو کبھی ذلت میں بدلے ہی گی نہیں۔ وہ ایسی کامرانی ہوگی جو کبھی شکست میں بدلے ہی گی نہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

❁❁❁

(صفحہ ۵۴ کا بقیہ [خودشناسی۔۔۔۔۔۔۔۔])

سے جب تک اپنے کو اپنے اصلی وطن نہیں پہنچا لیتے، دم نہیں لیتے ہیں۔ کبھی امریکہ کی مار ماہی کو یورپ میں شکار نہیں کیا گیا، کبھی یورپ کی کوئی مچھلی امریکہ کے سمندر میں نظر نہیں آئی ہے۔

۶۔ فرض شناسی اور ماحول سے ہم آہنگی

جانداروں کا ایک حیرت انگیز کام ہے اپنے لئے فریضہ کا انتخاب اور جس ماحول میں وہ زندگی بسر کرتے ہیں اس سے ہم آہنگی (Coordination) یہ صفت ان خلیوں میں پائی جاتی ہے جن کی باہمی ترکیب سے جانداروں کے جسم بنتے ہیں۔ انسانی عقل ان کی اس فرض شناسی اور ماحول سے ہم آہنگی کو دیکھ کر حیران اور ششدر رہ جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر جاندار کے جسم کی تشکیل بہت سے خلیوں سے ہوئی ہے یقیناً شروع شروع تمام جاندار ایک عدد خلیہ سے وجود میں آئے ہیں، ابتداء میں بس ایک عدد خلیہ تھا۔ اس کے باوجود دل، دماغ، پھیپھڑے، جگر اور ہڈی، غرض ہر ہر حصہ جسم کے خلیے اسی غذا کو جذب کرتے ہیں جو اس کے لئے مناسب ہو۔

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ خلیے صاحب شعور ہیں؟ بہرحال چاہے یہ مانیں کہ ان کے پاس شعور یا اس کے مثل کوئی طاقت ہے یا اس کو نہ مانیں، اتنا ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر خلیہ کے واسطے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے کو اس ماحول کے ساتھ سازگار بنائے جس میں وہ زندگی بسر کررہا ہے، جس کا وہ ایک جزء ہے، اسے بھیس بدلنے اور ہر طرح کی شکل میں ظاہر ہونے کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ وہ کبھی گوشت کی صورت میں، کبھی کھال کی صورت میں، کبھی دانتوں کی چمک کی صورت میں، کبھی آنکھوں کے بہتے ہوئے آنسوؤں کی صورت میں نمایاں ہو۔ کبھی وہ زبان بنے گا، کبھی کان بنے گا، کبھی دل اور کبھی دماغ بنے گا۔ ہر خلیہ کا فرض ہے کہ شکل وصورت اور اس بھیس میں نمودار ہو جو اس کے فرائض کے پورا کرنے کے ساتھ سازگار ہو۔

❁❁❁